ایمان

اجمال - تفصیل - تحقیق

(نتائج و برکات)

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم
خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر
صاحبزادہ و جانشین سلطان العارفین
حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام و تعاون

جمیع فرزندان جناب محمد عبد الرؤف صاحب مرحوم

مکان نمبر 3RT/103، وجے نگر کالونی، حیدرآباد۔ اے پی 500057

ایمان

اجمال۔ تفصیل۔ تحقیق

(نتائج و برکات)

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر

صاحبزادہ و جانشین سلطان العارفین

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

برائے ایصالِ ثواب

جناب محمد عبدالرؤف صاحب مرحوم

منجانب جمیع فرزندان

مکان نمبر 3RT / 103، وجے نگر کالونی، حیدرآباد۔ اے پی 500057

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب : **ایمان** اجمال-تفصیل-تحقیق

نام مؤلف : حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

صفحات : ۴۴

طبع اول : نومبر ۲۰۰۱ء م رمضان ۱۴۲۲ھ

طبع دوم : اپریل ۲۰۰۳ء م ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

تعداد : ایک ہزار

بہ تعاون : ڈاکٹر ایس ڈی ایچ قادری، اے سی گارڈس، حیدرآباد

کتابت : شکیل کمپوزنگ سنٹر، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد-۳۶

مطبوعہ پریس : عائش آفسیٹ پرنٹرس، جدید ملک پیٹ، فون: 56522921

قیمت : دس روپے

ملنے کا پتہ

مسجد عالمگیری شانتی نگر، حیدرآباد

نزد آئی ٹی آئی، ملے پلی، حیدرآباد-اے پی

فہرست عنوانات

سلسلہ	عناوین	صفحہ
۱	اندرونی ٹائٹل	۱
۲	تفصیلات کتاب	۲
۳	فہرست عناوین	۳
۴	آغازِ سخن	۴
۵	ایمان کے دو مرتبے	۶
۶	ایمان کی حقیقت	۶
۷	ایمان واسلام	۷
۸	تذکرۂ اہل ایمان در آیات	۹
۹	فلاح ایمان پر موقوف ہے	۱۰
۱۰	اہل ایمان کی اہم نشانیاں	۱۱
۱۱	ایمان سے متعلق آیات وروایات کے اشارے	۱۲
۱۲	ایمان بالملائکہ	۱۶
۱۳	ایمان بالکتب، ایمان بالرسل	۱۷
۱۴	ایمان بالیوم الآخر، مرنے کے بعد اُٹھایا جانا اور آخرت	۱۸
۱۵	انقلاب زندگی کی ابتدائی حکمت عملی	۱۹
۱۶	تقدیر، اہل ایمان کو قرآنی بشارتیں	۲۱
۱۷	ایمان پر موت - جنت کی بشارت	۲۲
۱۸	یقین کا چسکہ، ایمان کا مزہ...... ذوق یقین وصفات ایمانی	۲۳
۱۹	ایمان امید وخوف کے بیچ	۲۴
۲۰	ایمان کی مٹھاس، ایمان کے ضروری تقاضے	۲۵
۲۱	تکمیل ایمان، ۳ زبردست نشانیاں، درجات	۲۶
۲۲	ایمان کے شعبے	۲۸
۲۳	کلمہ ایمان کا وزن اور اس کی قدر وقیمت	۳۲
۲۴	حالِ ایمان کا ایک نمونہ	۳۶
۲۵	محنت اور حقیقت مطلوب	۳۷
۲۶	دعوت ایمان	۳۸
۲۷	ایمان کو سمجھنے سادہ پیرایہ	۴۰
۲۸	ایمانی زندگی اور اس کا فیضان	۴۱
۲۹	معاملۂ یقین اور نتائج	۴۲

آغازِ سخن

ایمان مجمل اور ایمان مفصل یہ دو چیزیں وہ ہیں جس کو امت کے چھوٹے بڑے سبھی لوگ اپنے مکاتب اور مدارس میں صباحی اور مسائی مدارس میں اہتمام سے پڑھواتے اور یاد دلاتے ہیں۔ اگرچہ یہ جملے زبان زدِ خاص و عام ہیں لیکن اس کے باوجود وضاحتوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

ایمان مجمل یہ ہے: آمنت باللہ کما ھو باسمائہ و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ ایمان لایا میں اللہ پر جیسا وہ ہے اپنے ناموں اور صفات کے ساتھ اور میں نے اللہ کے تمام احکام قبول کیئے۔

اور ایمان مفصل یہ ہے۔ آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالی و البعث بعد الموت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی اصل ۷ چیزیں قرار دیں۔ اور اس سے ہٹ کر بہت سے ایمان کے شعبے آپ بڑی کتابوں میں پڑھو گے۔

۱) اللہ پر ایمان لانا' ۲) فرشتوں پر ایمان لانا' ۳) آسمانی کتابوں پر ایمان لانا' ۴) اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا' ۵) قیامت کے دن پر ایمان لانا' ۶) تقدیر پر ایمان لانا' ۷) مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لانا۔ اسی اجمال کی کچھ تفصیلات اور اسی تفصیل کی کچھ تحقیق کیلئے یہ صفحات قلمبند کئے گئے ہیں۔

ایمان

ایمان کا مطلب: لغوی اعتبار سے ایمان تصدیق کو کہتے ہیں' شریعت مطہرہ میں ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے نبی کے ذریعہ بندوں تک جو چیزیں آئیں ان کو دل سے سچا جاننا اور زبان سے اقرار کرنا ایمان ہے۔

ارشادِ امام اعظمؒ: حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تصدیق ہے۔ اس کلمہ کا اقرار اور تصدیق کرنے والے کے ساتھ تمام امور میں مومن جیسا سلوک اور دیگر مومنین کی طرح برتاؤ کریں گے۔

تحقیق ولی اللّٰہی: درباب ایمان حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا خلاصۂ تحقیق یہ ہے کہ شہریت سے دور، غیر متمدن، تعلیم و تربیت سے عاری اور ناقص العلم والفہم لوگوں پر بھی (جو ایمان مجمل کا یقین و اقرار کرتے ہوں) اسلام کے احکام (ذبیحہ، نکاح، طلاق، جنازہ، معاملات، ترکہ، ورثہ اور برتاؤ اور اسلامی سوسائٹی کے طریقوں) کا نفاذ ہوگا اور الوہیت و رسالت والے علم کو کافی سمجھا جائے گا۔ ان کو کافر کہنا یا ان کی طرح سلوک کرنا روا نہیں۔ اگرچہ ان کے قبول ایمان کی کوئی دوسری کمزور وجہ ہی کیوں نہ محسوس ہوتی ہو۔

روایت حاکم: حضرت ابن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ روانہ کیا انہوں نے کافروں پر حملہ کیا تو کافروں میں کا ایک شخص بھاگ نکلا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے تلوار کے ذریعہ اسے قتل کردیا یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم برہم ہوئے اس کی خبر قاتل سپاہی کو پہنچی تو اس نے آکر کہا یا رسول اللہ اس نے قتل سے بچنے کیلئے اسلام قبول کیا تھا آپؐ نے اس کی طرف سے اپنا روئے منور پھیر لیا اس قاتل سپاہی نے پھر وہی بات دہرائی تو حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری دفعہ بھی چہرہ پھیر لیا اب سے صبر نہ ہوا۔ اس نے پھر تیسری دفعہ یہی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پر ناگواری کے آثار کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مومن کے قاتل کا عذر قبول کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

معلوم ہوا کہ اجمالی ایمان کے تحقق کیلئے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار و تصدیق کافی ہے۔ اجمالی ایمان کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملے ارشاد

فرمائے ہیں: آمنت باللہ کما ھو باسمائہ و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ ایمان لایا میں اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے۔ تو اجمالی ایمان کے دو اجزاء ہوئے:

۱) جامع جمیع صفات کمال اللہ کو جیسا ہے ویسا ماننا۔

۲) اللہ کے سب احکام کو قبول کرنا۔ عوام کیلئے یہ اجمل ایمان بھی ہے اور اجمال ایمان بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ ایمان ہی پر کرے۔

ایک اللہ والے سے ایمان کے بارے میں ہم نے یوں سنا کہ شریعت میں جن چیزوں کا دینی ہونا قطعی طور پر ثابت ہے اس پر یقین کرنا۔ جیسا کہ ایمان مجمل اور ایمان مفصل کی تفصیلات میں بیان کیا گیا ہے۔

ایمان کے دو مرتبے ہیں:

۱) ایمان اجمالی۔ ۲) ایمان تفصیلی۔

پہلی قسم دین محمدیؐ کے جزئیات کی تفصیل جانے بغیر بطور اجمال دین محمدیؐ کو برحق سمجھنا جس کا خلاصہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تصدیق ہے۔ اور جس قدر امور شریعت سے یقینی طور پر ثابت ہیں اور جو باتیں اللہ اور اس کے رسولؐ نے فرمائی ہیں ان میں سے ہر ایک کو برحق ماننا ایمان تفصیلی ہے۔

جن چیزوں پر اجمالاً یا تفصیلاً ایمان لانا ضروری ہے اگر ان کا انکار کرے گا یا جھٹلائے گا تو کفر ثابت ہوگا ایسے شخص کی سزاء ابدی جہنم ہے۔ اور جو شخص تصدیق بھی کرتا ہو، اقرار لسانی بھی کرتا ہو اور ان دونوں یعنی تصدیق بالجنان اور اقرار باللسان کے ساتھ ساتھ اگر عمل بالارکان سب پائے گئے تو وہ بالاتفاق مومن کامل ہے اور ایمان جس انداز کا بھی ہو چاہے وہ استدلالی ہو یا نہ ہو ایمان اجمالی ہو یا تفصیلی، ایمان تقلیدی ہو یا تحقیقی سب صورتوں میں محققین کے نزدیک وہ ایمان معتبر ہے۔

ایمان کی حقیقت

فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا سو اگر وہ یہود و نصاریٰ بھی اس

طریقہ سے ایمان لائیں جس طریقہ سے تم اہل ایمان لائے ہو تب تو وہ بھی راہ حق پر لگ جائیں گے۔

قرآن میں ایمان کی حقیقت کہیں اجمالاً اور کہیں تفصیلاً ذکر کی گئی ہے اس آیت میں ایک ایسا اجمال ہے جو تمام تفصیلات اور تشریحات پر حاوی ہے۔ کیونکہ آمنتم کے مخاطب حضورؐ اور صحابہؓ ہیں اس آیت میں انکے ایمان کو ایک مثالی نمونہ قرار دے کر حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کے نزدیک مقبول اور معتبر صرف اس طرح کا ایمان ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے اختیار فرمایا اور جو اعتقاد اس سے مختلف ہو وہ اللہ کے نزدیک مقبول نہیں۔

توضیح اس کی یہ ہے کہ جتنی چیزوں پر یہ حضرات ایمان لائے ان میں کوئی کمی زیادتی نہ ہو اور جس طرح اخلاص کے ساتھ ایمان لائے اس میں کوئی فرق نہ آئے کہ وہ نفاق میں داخل ہے۔ اور اللہ کی ذات' صفات' فرشتے' انبیاءؑ ورُسول' آسمانی کتابیں اور ان کی تعلیمات کے متعلق جو ایمان واعتقاد رسولؐ نے اختیار کیا وہی اللہ کے نزدیک مقبول ہے۔ اس کے خلاف اس میں کوئی تاویل کرنا یا کوئی دوسرے معنیٰ مراد لینا اللہ کے نزدیک مردود ہے۔ فرشتوں اور انبیاء کے لئے جو مقام آپؐ کے قول وعمل سے واضح ہوا اس سے ان کو گھٹانا یا بڑھانا ایمان کے منافی ہے اس توضیح سے ان تمام باطل فرقوں کے ایمان کا خلل واضح ہو گیا جو ایمان کے دعویدار ہیں مگر حقیقت ایمان سے بے بہرہ ہیں۔ کیونکہ زبانی دعویٰ ایمان کا تو بت پرست مشرکین بھی کرتے تھے اور یہود و نصاریٰ بھی اور ہر زمانہ میں زندیق وملحد بھی مگر چونکہ ان کا ایمان اللہ' رسولوں فرشتوں' یوم قیامت پر اس طرح کا نہیں تھا جیسا حضورؐ کا ہے اس لئے وہ اللہ کے نزدیک مردود اور نا قبول ہوا۔ (معارف القرآن)

ایمان واسلام

لغت میں کسی کی بات کو کسی کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ایمان ہے اس لئے محسوسات یا مشاہدات میں کسی کے قول کی تصدیق کرنے کو ایمان نہیں کہتے مثلاً

کوئی شخص سفید کپڑے کو سفید یا سیاہ کو سیاہ کہہ رہا ہے اور دوسرا اس کی تصدیق کرتا ہے اس کو تصدیق کرنا تو کہتے ہیں مگر ایمان لانا نہیں کہا جائے گا کیونکہ اس کی تصدیق میں قائل کے اعتماد کو کوئی دخل نہیں ہے یہ تصدیق مشاہدہ کی بنیاد پر ہے۔ اور اصطلاح شرع میں خبر رسولؐ کو بغیر مشاہدہ کے محض رسولؐ کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ایمان ہے۔

لفظ غیب لغت میں ایسی چیزوں کو بولا جاتا ہے جو نہ بدیہی طور پر انسان کو معلوم ہوں نہ انسان کے حواس خمسہ اس کا پتہ لگا سکیں۔ نہ کان سے سنائی دیں، نہ ناک سے سونگھ کر یا زبان سے چکھ کر ان کا علم ہو سکے نہ ہاتھ سے چھو کر ان کو معلوم کیا جا سکے۔

قرآن میں لفظ غیب سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور ان کا علم بداہت عقل اور حواس خمسہ کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ اس میں اللہ کی ذات وصفات بھی آجاتی ہیں، تقدیری امور جنت، دوزخ کے حالات، قیامت اور اس میں پیش آنے والے واقعات بھی، فرشتے، تمام آسمانی کتابیں اور تمام انبیاء سابقین بھی جس کی تفصیل اس سورہ بقرہ کے ختم پر آمن الرسول میں بیان کی گئی ہے گویا یہاں ایمان مجمل کا بیان ہوا ہے اور آخری آیت میں ایمان مفصل کا۔ (عقیدہ الطحاوی)

اسلام کے معنی اطاعت وفرمانبرداری کے آتے ہیں۔ لغت کے اعتبار سے ایمان اور اسلام الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں اور قرآن وحدیث میں اس لغوی مفہوم کے اعتبار سے ایمان اور اسلام میں فرق بھی ذکر کیا گیا ہے مگر شرعاً ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں۔

ظاہری اقرار وفرمانبرداری کے ساتھ اگر دل میں ایمان نہ ہو تو اسکو قرآن کی اصطلاح میں نفاق نام دیا گیا ہے۔ اور اس کو کھلے کفر سے زیادہ شدید جرم ٹھہرایا گیا ہے۔ اسی طرح تصدیق قلبی کے ساتھ اگر ظاہری اقرار واطاعت نہ ہو تو اسکو نصوص میں کفر ہی قرار دیا ہے۔

جیسے ایک جگہ فرمایا کہ یہ کفار آپؐ کی حقانیت کو ایسے یقینی طور پر جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں وغیرہ۔ لہذا علماء حقانی کے بیانات وتفصیلات کا خلاصہ یہ ہے

کہ ایمان قلب سے شروع ہوتا ہے اور ظاہر عمل پر پہونچ کر مکمل ہوتا ہے اور اسلام ظاہری عمل سے شروع ہوتا ہے اور قلب پر پہونچ کر مکمل سمجھا جاتا ہے۔ اگر تصدیق قلبی ظاہری اقرار واطاعت تک نہ پہونچے وہ تصدیق ایمان معتبر نہیں اس طرح اگر ظاہری اطاعت واقرار تصدیق قلبی تک نہ پہونچے تو وہ اسلام معتبر نہیں۔ (معارف القرآن جلد ۱)

تذکرۂ اہل ایمان در آیات قرآن

الــم – ذلک الکتاب لاریب فیه – هدیً للمتقین – الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰة ومما رزقنٰهم ینفقون – والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک – وبالآخرة هم یؤقنون – اولٰئک علیٰ هدیً من ربهم واولٰئک هم المفلحون –

الــم یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ راہ بتلانے والی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو۔ وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں جو یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ دیا ہے ہم نے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ ایسے ہیں جو یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر جو آپ ؐ کی طرف اتاری گئی اور ان کتابوں پر بھی جو آپ ؐ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں۔ بس یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے اور یہ لوگ ہیں بڑے کامیاب۔ (بقرہ)

واقعی ایمانداروں کے ثبوت

انما المؤمنون الذین آمنو باللہ ورسوله ثم لم یرتابو وجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل اللہ اولئک هم الصادقون (حجرات)

یعنی ایمان والے وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ؐ پر ایمان لائیں پھر شک نہ کریں اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ یہی لوگ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔

والذین آمنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ والذین اٰوو ونصروا اولئک هم المؤمنون حقاً لهم مغفرة ورزق کریم (انفال)

اور جو لوگ اول مسلمان ہوئے اور انہوں نے ہجرت نبویہ کے زمانے میں ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد بھی کرتے رہے اور جن لوگوں نے ان مہاجرین کو اپنے یہاں ٹھیرایا اور ان کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں ان کیلئے آخرت میں مغفرت اور جنت میں معزز روزی ہے۔

ان دونوں آیات میں وضاحت وصراحت سے یہ بات مذکور ہے کہ ایمان باللہ، ایمان بالرسولؐ، یقین محکم، جہاد فی سبیل اللہ دعوئے ایمان کے سچے ثبوت ہیں۔ نیز اس طرح انہی مذکورہ صفات کے ساتھ ساتھ ہجرت ونصرت کرنے والے واقعی مومن ہیں اور ان کیلئے بہت سے وعدے کئے گئے ہیں۔

فلاح ایمان پر موقوف ہے

قد افلح المومنون - الذین هم فی صلوٰتهم خاشعون - والذین هم عن اللغو معرضون - والذین هم للزکوٰة فاعلون - والذین هم لفروجهم حٰفظون - الا علیٰ ازواجهم اوما ملکت ایمانهم فانهم غیر ملومین - فمن ابتغی وراء ذالک فاولئک هم العادون - والذین هم لامانا تهم وعهدهم راعون - والذین هم علی صلوٰتهم یحافظون - اولئک هم الوارثون - الذین یرثون الفردوس هم فیها خٰلدون (المومنون)

بالتحقیق ان مسلمانوں نے آخرت میں فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں اور جو لغو باتوں اور لغو کاموں سے اعراض کرنے والے ہیں اور جو اعمال واخلاق میں اپنا تزکیہ کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حرام شہوت رانی سے حفاظت رکھنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں اور شرعی لونڈیوں سے۔ کیونکہ اس میں ان پر کوئی الزام نہیں ہاں جو اس کے علاوہ شہوت رانی کے طلب گار ہوں ایسے لوگ حد شرعی سے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی سپردگی میں لی ہوئی امانتوں اور اپنے عہدوں

کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں پس ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

مذکورہ آیات میں بتلایا گیا ہے کہ انسانوں کی فلاح و بہبودی ایمان پر موقوف ہے۔ ایمان کا تقاضہ عبادات میں خشوع، ایمان کا تقاضہ بیہودہ باتوں اور لغو کاموں سے اعراض، ایمان کا تقاضہ مال اور نفس کا تزکیہ، ایمان کا تقاضہ اللہ کی دی ہوئی امانتوں کو بے محل استعمال کرنے سے بچاتے ہوئے برمحل استعمال کرنا، ایمان کا تقاضہ امانتداری، اور وعدہ وفائی، ایمان کا تقاضہ حفاظت صلوٰۃ، یہ وہ مہماتی صفات ہیں جن کی بنیاد پر ایسے اہل ایمان کو جنت الفردوس کا مستحق بتایا گیا ہے۔

اہل ایمان کی اہم نشانیاں

انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم اٰیاتہ زادتھم ایماناً وعلیٰ ربھم یتوکلون – الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون – اولٰئک ھم المؤمنون حقاً لھم درجٰت عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم (انفال)

بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھکر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ مضبوط کردیتی ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں ان کیلئے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس۔ اور ان کیلئے مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے۔

اوپر کی ان آیات میں بتلایا گیا ہے کہ ذکر الٰہی کے سبب اللہ سے ڈرنے والے دل ۔تلاوت آیات کے موقع پر ایمان میں اضافہ، صرف پروردگار عالم پر بھروسہ، اقامت صلوٰۃ، اور انفاق مال یہ تمام چیزیں اس بات کی دلیل و علامت ہیں کہ مومن ایسے ہوتے ہیں ان کیلئے اللہ کے نزدیک مغفرت بھی ہے، رزق بھی ہے درجات بھی ہیں۔

ایمان سے متعلق آیات وروایات کے اشارے

شریعت کے عطا کردہ احکام مجموعی طور پر دو طرح کے ہیں ایک عقائد والا پہلو ہے دوسرے اعمال والا پہلو۔ زیادہ تر عقائد والا پہلو قلب سے متعلق ہے اور اعمال انسانی قالب سے زیادہ تر تعلق رکھتے ہیں۔

حنفی عقائد کی کتابوں میں ایمان کی اس طرح تعریف کی گئی ہے هو التصديق بماجاء به الرسول من عند الله والا قرار به جو ہدایات واحکام اللہ کے رسولؐ خدا کی طرف سے لائے ہیں ان پر دل سے یقین کرنے اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے

دوسرے پارے کے چھٹے رکوع میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو کچھ اصولی اور کچھ فروعی احکام بتلاتے ہوئے فرمایا۔ ولكن البر من اٰمن بالله واليوم الأخر والملائكة والكتاب والنبيين لیکن اصلی نیکی اور کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور تمام آسمانی کتابوں پر اور پیغمبروں پر یقین رکھے۔

اس آیت کے ذیل میں بیان کردہ امور اعتقادات سے متعلق ہیں۔ اسی طرح سورہ بقرہ کے آخری حصہ میں آمن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون - كل آمن بالله وملئكته وكتبه ورسله لانفرق بين احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا واليک المصير - لايكلف الله نفسا الا وسعها لها ماكسبت وعليها مااكتسبت - ربنا لاتؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا ربنا ولاتحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالاطاقة لنا به - وعاف عنا - واغفرلنا - وارحمنا - انت مولٰنا فانصرنا على القوم الكٰفرين- والی آیت میں بھی اللہ، فرشتے، کتب سماویہ اور پیغمبروں پر ایمان کا کھلے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن کی ان آیات کی صراحتوں کے بعد ایمان واعتقاد کو سمجھانے حدیث جبرئیلؑ کا وہ اہم حصہ ذکر کیا جاتا

ہے جس کا تعلق ایمان سے ہے۔ ایمان کے بارے میں حضرت جبرئیلؑ نے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کئے ان میں ایک سوال یہ بھی تھا۔

فاخبرنی عن الایمان ؟ فقال ان تومن باللہ وملائکته و کتبه ورسله والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیره و شره یعنی آپ مجھے ایمان کی تفصیل بتلائیے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں پر اور اللہ کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اچھی بری تقدیر پر۔

حدیث کے مذکورہ حصہ سے معلوم ہوا کہ ان چیزوں کا تعلق ایمان واعتقاد سے ہے جو انتہائی مہماتی عقائد کا درجہ رکھتے ہیں۔

یا ایھالذین آمنوا امنوا باللہ ورسوله والکتاب الذی نزل علی رسوله و الکتاب الذی انزل من قبل - ومن یکفر باللہ وملائکته و کتبه ورسله والیوم الآخر فقد ضل ضلاله بعیداً (سورہ نساء)

ان آیات میں اولاً مسلمانوں کو خطاب فرمایا ہے کہ اپنے ایمان پر جمے ہوئے رہو اور اس کے رسولوں پر اس کی موجودہ کتاب پر اور اس کی ان کتابوں پر جو پہلے نازل فرمائی ہیں ان سب پر ایمان لاؤ۔

اور مزید فرمایا جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرے وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا اس میں اصول ایمان بتلائے ہیں ان چیزوں پر ایمان لانا فرض ہے جو اس آیت میں مذکور ہوئیں اور حدیث جبرئیلؑ میں تقدیر پر ایمان لانے کو اصول ایمان میں شامل فرمایا۔

جب کوئی شخص ان چیزوں پر ایمان لائے گا تو آگے سارے دین پر ایمان لانا لازم ہو جائے گا کیونکہ سارا دین اللہ نے کتاب میں خود بتایا ہے یا اپنے رسولؐ کے ذریعہ بتایا ہے جو بھی اللہ و رسولؐ کی بتائی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا منکر ہو گا وہ کافر ہو گا۔ اور ان چیزوں کا انکار بہت بڑی گمراہی ہے۔ (انوار القرآن)

اللہ : وہ ایک ہے وہی عبادت کے لائق ہے اس کے سواء کوئی عبادت کے

لائق نہیں اس کا کوئی شریک نہیں وہ ہر بات کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ وہ بڑی طاقت اور قدرت والا ہے۔ کائنات کے ہر ذرے کو اسی نے پیدا کیا وہی سب کا مالک ہے وہی مارتا اور جلاتا ہے وہی سب کو روزی دیتا ہے۔ وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے نہ اس کا باپ ہے نہ بیٹا' نہ بیٹی نہ بیوی نہ کسی سے اس کا ایسا رشتہ ناتہ۔ وہ کسی کا محتاج نہیں کوئی چیز اس جیسی نہیں وہ تمام عیبوں سے پاک ہے اور تمام صفات کمالیہ سے موصوف ہے تفصیل بڑی کتابوں میں پڑھئے۔

اللہ

خدا کے ایک منکر نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا کہ تم اور تمہارے علماء یہ کہتے ہیں کہ دنیا کا خالق ضرور ہے۔ میں ان سے بحث کروں گا کہ ایک وقت مقررہ پر حاضر ہو جائیں چنانچہ خلیفہ نے امام اعظمؒ کے پاس یہ بات پہنچائی تو امام صاحبؒ نے کہا کہ میں فلاں وقت جاؤں گا۔ اس کی اطلاع خلیفہ کو مل گئی دوسری مرتبہ خلیفہ نے پیغام بھیجا تو امام صاحب خلیفہ کے پاس تشریف لائے۔ خلیفہ نے آپ کو اعزاز کے ساتھ بلند مقام پر جگہ دی۔ امراء ورؤساء وغیرہ سب جمع ہوئے۔ ملحد نے کہا اے ابوحنیفہ آپ نے آنے میں دیر کیوں کی؟ امام صاحب نے جواباً فرمایا مجھے ایک عجیب بات پیش آئی۔ وہ یہ کہ میرا گھر دریائے دجلہ کے اس پار ہے۔ جب میں دریا کے کنارے پر آیا تو دیکھا کہ دریا کے کنارے ٹوٹی ہوئی کشتی کے تختے بکھرے ہوئے پڑے تھے۔ جونہی میری نظر ان پر پڑی تختوں میں اضطراب پیدا ہوا۔ حرکت کرنے لگے۔ اکھٹے ہوئے۔ ایک حصہ دوسرے حصے کے ساتھ پیوست ہوا۔ کشتی تیار ہو گئی جس سے میں دریا کو عبور کر آیا ۔ یہ واقعہ سن کر ملحد نے کہا لوگو! سنو تمہارے پیشوا کیا کہتے ہیں ...... کیا تم نے کبھی اور کہیں اس سے زیادہ جھوٹ سنی ہے کہ شکستہ کشتی بڑھئی کے بغیر کس طرح بن گئی اور بغیر ملاح کس طرح چل پڑی! دہریے کی یہ باتیں سن کر امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اے کافر !اگر کسی بڑھئی کے بغیر ایک معمولی کشتی نہیں بن سکتی...... اور ملاح کے بغیر نہیں چل سکتی تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ دنیا کا اتنا بڑا انظام بغیر کسی کے بنائے بن گیا ہو اور بغیر کسی کے

چلائے چل رہا ہو۔ امام صاحب نے اس مختصر سے واقعے کے ذریعے ایک ایسی عظیم حقیقت بیان فرمادی کہ ملحد کو مانے بغیر چارہ کار نہ تھا۔

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں!
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

حضرت علیؓ نے وجودِ باری پر محکم ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے ارادوں کی ناکامی سے خدا کو پہچانا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زبردست غائبانہ اور بالاتر طاقت جو موافق اسباب کی موجودگی کے باوجود انسانی کوششوں کو ناکام بنا کر رکھ دیتی ہے۔

کھلتے ہوئے عقدے نظر آتے ہیں ہزاروں
معلوم ہوا عقدہ کشا بھی ہے کوئی چیز
تدبیر سدا راس جو آتی نہیں اکبر
انسان کی طاقت سے سوا بھی ہے کوئی چیز

انگریزوں میں دو ہمعصر مشہور ادیب گزرے ہیں۔ انہوں نے تردید الحاد کیلئے ایک سوسائٹی قائم کی کیونکہ اس وقت ملحدانہ خیالات کا زور تھا۔ ایک روز یہ دونوں اسی مضمون پر ایک کتاب تصنیف کر رہے تھے کہ ایک ملحد آیا اور کتاب کی تصنیف پر ان کا مذاق اڑا کر خوب ہنسا۔ انہیں میں سے ایک ڈاکٹر جانسن نے اس ملحد کو ایسی شدید ٹھوکر لگائی کہ اس کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکل پڑے۔ ''**O My God**'' ڈاکٹر نے کہا یہ ہے وہ خدا جس کا تم انکار کرتے ہو۔

وجود اس کا ثابت ہوا چاہتا ہے
مرا نقش ہستی مٹا چاہتا ہے

ایک مرتبہ مالک بن دینارؒ سے ایک دہریہ نے مناظرہ کیا۔ اور سوالات شروع کر دیئے۔ آپ جوابات دیتے رہے۔ نہ مانا۔ آخر کار فیصلہ یہ ہوا کہ دونوں اپنا اپنا ہاتھ آگ میں ڈالیں جس کا ہاتھ جل جائے اسے باطل پر سمجھا جائے چنانچہ

ایسا ہی کیا گیا۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ دونوں میں سے کسی کا ہاتھ نہ جلا۔ لوگوں نے کہا کہ اس فیصلے کے مطابق دونوں حق پر ہیں۔ اس بات پر مالکؒ بہت دلگیر ہوئے گھبرائے اور سر بسجدہ عرض کیا الٰہی ستّر سال عبادت و ریاضت کیا اس دہریے کے برابر نہ ہوسکا۔ غیب سے ندا آئی تمہیں حقیقت کا پتہ نہیں۔ یہ محض تمہارے ہاتھ کی برکت تھی کہ اس کا ہاتھ نہ جلا، اگر وہ تنہا ہاتھ ڈالتا تو ضرور جل جاتا۔

جو مضطرب ہے اس کی طرف التفات ہے
آخر خدا کے نام میں کوئی تو بات ہے

''اللہ! اللہ!! اللہ کے نام کا بھی کیا استعمال ہے جب کہا جاتا ہے تشریف لائیے گا۔ کہتے ہیں ''انشاء اللہ'' دکھ درد میں بے اختیار ''ہائے اللہ'' ہر کام کے شروع میں ''بسم اللہ'' تعریف کریں تو ''سبحان اللہ'' کھانا کھلانے پر ''جزاک اللہ'' پانی پلانے پر ''سقاک اللہ'' ملاقات ہو تو ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' سو کر اٹھیں تو لا الٰہ الا اللہ'' چھینک آئی تو ''الحمد للہ'' ''یرحمکم اللہ''، ''یھدیکم اللہ'' نفرت کے اظہار پر ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' اللہ پر بھروسا ''توکلت علی اللہ'' معافی کیلئے استغفر اللہ''، قسم کی خاطر ''واللہ'' ''تاللہ'' نکاح کے وقت ''آمنت باللہ'' محبت میں ''کحب اللہ'' بوقت رخصت ''فی امان اللہ'' مانگنا ہے تو ''لِلہ''، خیرات کرنے پر ''فی سبیل اللہ'' بزرگوں کو ''ولی اللہ'' اہل اللہ'' سخی کو ''محبّ اللہ'' پناہ مانگیں تو ''نعوذ باللہ'' خوشرو کو دیکھیں ''فتبارک اللہ'' خوبی کے احساس پر ''ماشاء اللہ'' جھوٹوں پر ''لعنۃ اللہ'' بادشاہ کو ''ظل اللہ'' غرض ہر طرف اللہ اللہ!!

خدا کے باب میں یہ غور کیا ہے
خدا کیا ہے؟ خدا ہے اور کیا ہے
بڑھاتے کیوں ہو تم لفظوں کو آگے
بساط ذہن پر یہ جور کیا ہے

ایمان بالملائکۃ:

۱) اللہ نے نور سے ایک مخلوق بنائی ہے ان کو فرشتے کہتے ہیں۔ ۲) وہ کھانے

پینے اور مرد و عورت پن سے پاک ہیں۔ ۳) وہ خدا کے فرمانبردار ہیں۔ ۴) وہ بے شمار ہیں۔ ۵) ان کی تعداد اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔ ۶) وہ خدا کی تسبیح، تحمید، تمجید، تکبیر، تہلیل، رکوع، سجود، قیام، قعود اور خدا کی یاد میں مشغول ہیں۔ ۷) لوازمات جسمانی سے پاک ہیں۔ ۸) وہ جس کام پر مامور ہوتے ہیں اس کو پورا کرتے ہیں۔ اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ ۹) احادیث میں ان کے لئے پر بھی ثابت ہیں۔ ۱۰) دیگر مخلوقات سے کئی گنا اضافہ ہیں۔ ۱۱) ان میں اولوالعزم ۴ فرشتوں کے ناموں اور کاموں سے ہم واقف ہیں: جبرائیلؑ وحی کے لانے پر۔ بارش کیلئے ہیں میکائیلؑ۔ روح کھینچنے عزرائیلؑ۔ صور پھونکنے اسرفیلؑ۔

ایمان بالکتب:

دین حق کیلئے رسول اور کتاب دونوں ضروری ہیں۔ ۱) اللہ نے پیغمبروں پر انسانوں کی ہدایت کے لئے کتابیں نازل کیں۔ ۲) وہ سب سچی ہیں۔ ۳) وہ سب اللہ کا کلام ہے۔ ۴) بلاتعیین تعداد تمام آسمانی کتابوں پر یقین رکھنا چاہئے۔ ۵) مشہور کتابوں اور خاص کر چار کتابوں کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن مجید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ ۶) اب انسانوں کی ہدایت کے لئے قیامت تک صرف قرآن ہی قطعی آخری سب سے افضل و اکمل کتاب ہے۔

ایمان بالرسل:

۱) انسانوں ہی میں سے اللہ کے منتخب اور مقبول اور انتہائی خصوصی بندے جنہیں اللہ ہی انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے نبی اور رسول کہلاتے ہیں۔ ۲) وہ اللہ کے مکمل فرمانبردار اور مقبول ترین بندے ہیں۔ ۳) وقتاً فوقتاً حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک مختلف زبانوں میں مختلف مقامات پر ہدایت انسانی کے لئے اللہ نے انہیں بھیجا۔ ۴) وہ انسان ہی تھے مگر افضل، اکرم، اکمل، رسولوں کا انسان ہونا ایک واضح حقیقت ہے لیکن انسانوں نے بشر کو فوق البشر بنانے

کیلئے دن رات ایک کردیئے۔ ۵) وہ لاتعداد، نیکوکار اور معصوم ہوتے ہیں۔ ۶) کفر، شرک، جھوٹ، خیانت، وعدہ خلافی وغیرہ اس جیسا کوئی گناہ نہ نبوت سے پہلے سرزد ہوا نہ نبوت کے بعد۔ ۷) ایک مشہور قول ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کا مذکور ہے لیکن بلا تعین تعداد انبیاء اور رسولوں پر ایمان لانا چاہیئے۔ ۸) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں میں سے سب سے افضل اور بلند مرتبہ ہیں۔ ۹) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبیؐ آخری پیغمبرؐ اور آخری رسولؐ ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی اور پیغمبر نہیں۔ قیامت تک ہر ایک پر حضورؐ ہی کی اتباع و اطاعت لازم ہے۔

فطرت انسانی کے لحاظ سے رسول کے ساتھ کتاب ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ رسولؐ کی تعلیمات بھلا دی جاتی ہیں۔ اللہ نے حضورؐ کو اسی شان کی کتاب عطا فرمائی جس شان کی آپؐ کی رسالت ہے۔ کُل فی کتابٍ مبین کی جامعیت اصولی بھی آپؐ کا معجزہ ہے۔

ایمان بالیوم الآخر:

اس عنوان کے ضمن میں سوال، منکر نکیر، قیامت، میزان، سوال و جواب، حساب و کتاب، پل صراط، حوض کوثر، شفاعت عمومی، شفاعت خصوصی، احوال حشر و نشر، جنت و دوزخ وغیرہ وہاں کتاب، رسول، اعمال کی جزا سزا اور جنت جہنم سب نظر آجائیں گے حق ن۔ ید وغیرہ تمام عنوانات شامل ہیں۔

مرنے کے بعد اٹھایا جانا اور آخرت

سوال منکر نکر	قیامت	سوال	حساب
میزان	کتاب	پل صراط	حوض
شفاعت خصوصی	شفاعت عمومی	جنت	دوزخ وغیرہ

دنیا فنا ہونے والی۔ آخرت اور اللہ کی ذات باقی رہنے والی ہے۔ دنیا دار العمل ہے آخرت دار الجزاء ہے۔

والقدر خیرہ وشرہ من اللہ:

تقدیر پر ایمان، تقدیر کی بھلائی برائی اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان۔ تقدیر علم الٰہی کا نام ہے۔ پیدا کرنے سے پہلے سب مخلوق کو جانتے ہیں۔ جنّتی کو، جہنمی کو، نمازی کو، شرابی کو، حلالی کو، حرامی کو، بینا کو، اندھے کو، شنوا کو، بہرے کو، گویا کو، گونگے کو، زندہ کو، مردہ کو۔ جو علم ازلی میں جیسا تھا ویسا بنا دیا اور ظاہر کر دیا، جو جیسا تھا ویسے ہی اس کو ظاہر کر دیا جیسے فلم میں اندھا، بہرہ، گونگا، مرد و عورت، روتا، ہنستا، سوتا، جاگتا، کھاتا پیتا نظر آتا ہے۔

تقدیر میں شر نہیں۔ اللہ تعالیٰ خالق خیر و شر ہیں۔ خیر سے راضی اور شر سے ناراض ہیں

والبعث بعد الموت:

اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر۔ رات کے بعد جیسے دن آتا ہے صبح کے بعد شام جیسے آتی ہے۔ اجالے کے بعد اندھیرا جیسے آتا ہے۔ چھوٹے کے ساتھ بڑے کا اور مرد کے ساتھ عورت کا جیسا جوڑ ہے آسمان کے ساتھ زمین کا اور نور کے ساتھ ظلمت کا جیسے جوڑ ہے زندگی کے بعد موت بھی ویسی ہی ضروری اور موت کے بعد زندگی لازمی۔ واقعی، یقینی اور ابدی ہے۔ تفصیلی ایمان کی بنیاد وہ ہے جس کو آپ نے ان چھ عنوانات میں پایا۔ مجموعی حیثیت سے محققین نے ایمان کے ستہتّر شعبے بتلائے ہیں ان میں تیس شعبے وہ ہیں جن کا تعلق دل سے ہے اور ایمان کے سات شعبے وہ ہیں جن کا تعلق زبان سے ہے اور چالیس شعبے وہ ہیں جو اعضاء و جوارح انسانی، اور اہل و توابع اور عام لوگوں سے متعلق ہیں۔

انقلاب زندگی کی ابتدائی حکمت عملی:

انسان کو صالح بننے کے لئے حضرت شاہ صوفی غلام محمد رحمتہ اللہ علیہ نے علم طریقت کا ابتدائی اصول پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ کائنات کی یہ ساری چیزیں جن کو پروردگار عالم نے پیدا فرمایا مخلوقات کہلاتی ہیں۔ ان کو صوفیاء کے الفاظ میں آثار اللہ

یعنی اللہ کی قدرت کی نشانیاں کہا جاتا ہے۔ان چیزوں میں سے کسی بھی چیز پر نظر پڑتی ہے تو پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ کس کی ہے؟ اس کا جواب قلب سے نکلے کہ یہ مخلوق ہے اللہ کی ہے۔

اس طرح انفس و آفاق، اندر اور باہر جب لفظ ''میرا'' نکلے تو اس وقت بھی یہ شعور رکھئے کہ یہ لفظ ''میرا'' حق تعالیٰ کے عطا فرمانے سے امانۃً استعمال کر رہا ہوں بلکہ اس شعور کو اور گہرا کرتے ہوئے سوچئے کی یہ آواز حق کی آواز ہے۔اس طرح مالکیت الٰہیہ کا جلوہ پیش نظر ہو جائے انشاء اللہ اس مختصر ابتدائی اور آسان شعور سے زندگی میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہو جائے گا۔

ایمان کے کلمات طیبات میں بالخصوص کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر غور کیجئے۔اس میں پہلے جزء میں اللہ کی الوہیت کا بیان ہے اور دوسرے جزء میں حضرت محمدؐ کی رسالت کا بیان ہے۔ پہلے جزء کی تفصیل یہ ہے کہ حقیقی اِلٰہ وہی ہے جو خالق و مالک ہو حاکم و رب ہو نافع وضار ہو۔اس شعور کا ہم پر کیا اثر ہونا چاہئے اسے پیش نظر رکھئے۔

حق تعالیٰ ہی نافع ہیں اس لئے غیر اللہ سے امید قطعاً دل میں نہ رہے۔حق تعالیٰ ہی ضار ہیں اس لئے غیر اللہ کا خوف دل سے نکل جائے۔حق تعالیٰ ہی مالک ہیں اس لئے غیر اللہ سے ہمیں راحت حاصل نہ ہوگی۔حق تعالیٰ ہی حاکم ہیں اس لئے غیر اللہ سے رنج نہیں پہونچے گا۔حق تعالیٰ ہی معبود ہیں اس لئے غیر اللہ کی عبادت نہیں کی جاسکتی۔حق تعالیٰ ہی اب ہیں اس لئے غیر اللہ ے استعانت کا سوال ہی نہیں۔حق تعالیٰ ہی اِلٰہ ہیں اس لئے ہم غیر اللہ سے وہ انس و محبت پیدا ہی نہ کریں گے جو اللہ کے ساتھ خاص ہونا چاہئے۔ ماشاء اللہ لا الہ الا اللہ کہتے ہی انسان کس مقام بلند پر پہنچ جاتا ہے۔ اتنے ہی پر بس نہیں بلکہ اخلاص سے اس کے پڑھنے پر حضورؐ اس کی شفاعت فرمائیں گے ۔مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت کے مطابق حضور اکرمؐ کا ارشاد ملتا ہے فرمایا قیامت کے دن جن لوگوں کی میں شفاعت کروں گا ان میں زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہوگا جس نے خالص دل سے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔حق تعالیٰ مالک ہیں اور مالک

کی رضا جوئی کے لئے حضور اکرمؐ متبوع ہیں۔ یعنی وہ ذات جن کی اتباع فرض ہے۔

حق تعالیٰ حاکم ہیں اور حضور اکرمؐ مطاع ہیں یعنی وہ ذات جس کی اطاعت فرض ہے

حق تعالیٰ معبود ہیں اور حضور اکرمؐ اسی معبودیت کی تعلیم دینے والے معلم ہیں۔

حق تعالیٰ رب ہیں ربوبیت فرماتے ہیں اور حضور اکرمؐ مربی ہیں تربیت فرماتے ہیں

حق تعالیٰ نافع ہیں اور حضور اکرمؐ ایمان پر اس نفع کی بشارت دینے والے بشیر ہیں۔

حق تعالیٰ ضار ہیں اور حضور اکرمؐ نے بے ایمانوں کو ضرر سے ڈرایا اسلئے نذیر ہیں۔

حق تعالیٰ الٰہ ہیں اور حضور اکرمؐ رسول ہیں الوہیت کو سمجھانے اور اللہ کے پیغام کو سنانے اور سمجھانے والے۔ ماشاء اللہ ایمان کے ان کلمات کی ان تفصیلات کے ساتھ دل نور ایمان سے معمور ہو جاتا ہے۔

تقدیر:

ہر بات اور اچھی اور بری چیز کیلئے اللہ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے اور ہر چیز کے پیدا کرنے سے پہلے خدائے تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ خدا کے اسی علم و اندازے کو تقدیر کہتے ہیں۔ تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالی بندوں کے اچھے برے اعمال کا خالق ہے اور اس نے ان کو پیدا کرنے سے پہلے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے۔ خیر ہو یا شر سب اس کی مشیت اور ارادہ سے ہو رہا ہے لیکن ایمان و اطاعت سے وہ راضی ہے اور کفر و گناہ سے ناراض ہے۔ جس کے کسب کا بندوں کو اختیار دیا اور اس کسب و اختیار پر اس کی گرفت ہے۔ تقدیر اللہ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے۔ تقدیر کے معاملے میں زیادہ غور و خوض سے منع کر دیا گیا ہے۔ اتنا ذہن میں رہے اللہ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک جنت کے لئے از راہ فضل اور دوسری دوزخ کے لئے از راہ عدل۔

اہل ایمان کو قرآنی بشارتیں

قرآن نے ایمان کے حاملین انسانوں کو جنت اور اس کی نعمتوں کی خوشخبری دی ہے اور رضاء الٰہی کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

الذین آمنوا وعملو الصالحات فی جنت النعیم (حج) جولوگ ایمان لائے ہوں گے اور نیک عمل کئے ہوں گے وہ چین کے باغوں میں ہوں گے۔

فالذین آمنوا وعملو الصالحات لھم مغفرۃ ورزق کریم (حج) سو جولوگ ایمان لانے اور اچھے کام کرنے لگے ان کیلئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

ان اللہ یدخل الذین آمنوا وعملو الصالحات جنت تجری من تحتھا الانھرا ان اللہ یفعل مایرید (حج) بلاشبہ اللہ تعالی ایسے لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے بہشت کے باغوں میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اللہ تعالی جو ارادہ کرتا ہے کر گذرتا ہے۔

ان اللہ یدخل الذین آمنوا وعملو الصالحات جنّٰت تجری من تحتھا الانھار یحلون فیھا من اساورا من ذھب ولؤلؤاً ولباسھم فیھا حریر اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور ان کو وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے۔ اور لباس ان کا وہاں ریشم کا ہوگا۔

سورہ انفال کے چھٹے رکوع میں پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا: والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووّ نصروا اولٰئک ھم المومنون حقاً لھم مغفرۃ و رزق کریم یعنی اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد بھی کرتے رہے جن لوگوں نے ان مہاجرین کو اپنے یہاں ٹھیرایا اور ان کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے اور واقعی مومن ہیں۔ ان کیلئے آخرت میں بڑی مغفرت اور جنت میں باعزت اور روزی ہے۔

سورہ نساء میں ہے فاما الذین اٰمنوا وعملوالصالحات فیوفیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ یعنی جولوگ ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے اچھے کام کئے ہوں گے تو اللہ انہیں پورا ثواب عطا فرمائے گا اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا۔

ایمان پر موت۔ جنت کی بشارت:

عن عثمان بن عفانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من مات و ھو یعلم انہ لاالہ الا اللہ دخل الجنۃ بہ روایت حضرت عثمانؓ ارشاد رسولؐ منقول ہے کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ یقین کے ساتھ جانتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔

یقین کا چسکہ، ایمان کا مزہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ جس میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا۔ ایک تو یہ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت اس کو سب سے زیادہ ہو دوسرے یہ کہ کسی بندے سے خالص اللہ کے لئے دوستی رکھے تیسرے یہ کہ اس کو کفر میں جانا اتنا ناگوار ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا۔

حدیث بالا کا بنیادی مضمون ان الفاظ کے ساتھ ہے قالؐ ثلث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان . اذا کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما ومن احب عبداً لا یحبہ الا للّٰہ . ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد اذا نقذہ اللہ کما یکرہ ان یلقیٰ فی النار۔

ذوقِ یقین اور صفات ایمانی:

عن العباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا و بالاسلام دیناً وبمحمد رسولا (مسلم)

بہ روایت عباسؓ ارشاد رسول منقول ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ایمان کا مزہ آ گیا جو اللہ کو رب بنانے سے اسلام کو دین بنانے سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولؐ بنانے سے راضی ہو گیا۔ اسی لئے اللہ کو راضی کرنے کے لئے اور ذوق یقین پیدا کرنے کیلئے یہ جملے پڑھے جاتے ہیں۔

مسند احمد میں حضرت عمرو بن عنیسہؓ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے پوچھا
ماالایمان؟ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصبر والسماحہ یعنی صبر و جوانمردی!
اسی طرح ایک اور روایت میں ہے

عن ابی امامة رضی الله عنه ان رجلاً سأل رسول الله صلی الله علیه و سلم ماالایمان ؟ قالؐ اذاسر تک حسناتک وساء تک سیئاتک فانت مؤمن

یعنی حضرت ابوامامہؓ کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا کہ ایمان کیا ہے تو ارشاد فرمایا کہ جب تجھے نیکیوں سے مسرت اور برائیوں سے ملال اور ناگواری پیدا ہو تو ایمان والا ہے۔

ایمان امید و خوف کے بیچ:

قرآن مجید کی ان چند آیات کے بنیادی مضمون پر غور فرمایئے

(۱) وایای فارھبون اور مجھ ہی سے ڈرو (۲) یا ایھاالناس اتقواربکم اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو (۳) ولمن خاف مقام ربه جنتٰن اور اس شخص کیلئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے دو باغ ہیں۔

اور ایک ترہیبی مضمون کے پیش نظر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس روایت کو بھی خاص طور پر پیش نظر رکھیں۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوتی بجهنم یومئذ لها سبعون الف زمام مع کل زمام سبعون الف ملک یجرونها بروایت ابن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس دن جہنم کو لایا جائیگا اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے گھسیٹ رہے ہوں گے۔

ارشاد ربانی ہے۔ قل یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعاً انه هو الغفور الرحیم ۔یعنی کہہ دیجئے اے محمدؐ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو بیشک اللہ گناہوں کو بخش دے گا۔ بے شک وہی غفور و رحیم ہے اور

آنحضرتؐ کے ایک ارشاد کوملحوظ رکھیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی ایک سو(100) رحمتیں ہیں ان میں سے ایک حصہ کی محبت سے مخلوق آپس میں رحم کا معاملہ کرتی ہے اور 99 حصوں کو اللہ نے قیامت کے دن کے لئے اٹھا رکھا ہے۔

اوپر ذکر کی گئی آیات وروایات سے بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا جس میں بتلایا جاتا ہے۔ **الایمان بین الخوف والرجا** یعنی ایمان امید اور خوف کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔

بعض روایتوں میں **الایمان نصفان** کا جملہ بھی ہے جب ان دو نصف کی تفصیل پوچھی جائے گی تو بتایا گیا کہ وہ دو نصف شکر اور صبر ہیں۔ان دو صفات کی بہت زیادہ تفصیلات ہم نے ہماری کتاب اسرار ورموز الفاتحہ میں اور ایک کتاب ''زندگی میں غم کیوں؟ مصائب کیوں؟ علاج کیا؟''میں لکھی ہیں وہاں پڑھ لیں۔

• ایمان کی مٹھاس:

حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم کی کتاب انعامات ربانی سے استفادہ کرتے ہوئے عرض ہے کہ غیروں سے نظر بچانے والوں اللہ پر نظر جمانے والوں اور نظر کی حفاظت کرنے والوں کو ملنے والی حلاوت کے بارے میں فرمایا کہ

بعض کو اللہ تعالیٰ حلاوت ایمانی، وجدانی، ذوقی، حالی، حسّی عطا فرماتا ہے کیونکہ اللہ کی ذات بے مثل ہے۔نظر بچانے میں وہ مزہ ہے وہ مزہ ہے وہ مزہ ہے جس کی کوئی مثال نہیں جو اللہ ان حسینوں کو حسن دے سکتا ہے تو خود ان کے نام میں کتنا مزہ ہوگا۔جو نظر بچا بچا کر اپنے دل کو توڑتا ہے لیکن اللہ کے قانون کو نہیں توڑتا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں۔دیکھتے ہیں کہ کب تک میرا بندہ غم اٹھائے گا لہٰذا اس کے مجاہدے کو لذیذ کر دیتے ہیں اس کے قلب کو اللہ تعالی ایمان کی مٹھاس کی بے مثال لذت عطا کر دیتے ہیں کہ میرا بندہ خوگر ضرب کاری ہو گیا تو اسے لطف یاری عطا فرماتے ہیں۔اس کا قلب حلاوت ایمانی کی وہ لذت پاتا ہے جو بادشاہوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھی۔ مجانین عالم کی عشق بازیاں، اور لیلائے کائنات کے نمکیات کی فتنہ بازیاں اس لذت کے سامنے بے قدر اور ہیچ ہو جاتی ہیں، چاند سورج کی روشنیاں بے نور اور لوڈ شیڈنگ

معلوم ہوتی ہیں۔ پاپڑ، سموسے، کباب اور بریانیاں اس حلاوت قرب کے سامنے بے مزہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور یہ حلاوت ایمانی، ذوقیہ، حالیہ، وجدانیہ، حسّیہ اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ ہمارے کسی مجاہدے کا ثمرہ نہیں ہوسکتی، کیونکہ ہمارے مجاہدات ناقص اور یہ حلاوت ایمانی عطاء ربّانی ہے۔

ایمان کے ضروری تقاضے:

امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں روایت نقل کی ہے۔ عن انسؓ قال قلما خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم الاقال لاایمان لمن لاامانة له ولا دين لمن لاعهدلهٗ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ہر خطبہ میں فرماتے کہ جو امانت دار نہیں وہ ایمان والا نہیں اور جو وعدہ خلاف ہے وہ دیندار نہیں

تکمیل ایمان؟

عن ابی امامة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم من احب لِلّٰہ و من ابغض لِلّٰہ و اعطیٰ لِلّٰہ و منع لِلّٰہ فقد استکمل الایمان (ابوداؤد) بروایت ابوامامہؓ حضورؐ نے فرمایا جس نے اللہ کیلئے محبت کی اور اللہ کیلئے دشمنی رکھی اور جس نے اللہ ہی کیلئے دیا اور اللہ ہی کیلئے نہ دیا تو اس نے ایمان مکمل کرلیا۔

ایمان کی تین (۳) زبردست نشانیاں:

عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه خرج ذات یوم علیٰ اصحابه فقالَ کیف اصبحتم ؟ فقالو اصبحنا مؤمنین باللہ فقالَ وماعلامة ایمانکم ؟ قالوا نصبر علی البلاء ونشکر علی الرخآءِ ونرضی بالقضاء فقالَ انتم مؤمنون حقاً و رب الکعبة -

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے اصحابؓ کے پاس باہر نکلے ارشاد فرمایا کہ تم نے کیسے صبح کی؟ صحابہؓ نے کہا یارسول اللہ حالت ایمان میں ہم نے صبح کی ہے۔ آپؐ نے پوچھا تم جو کہہ رہے ہو کہ تمہاری صبح ایمان والی حالت پر ہوئی ہے

تمہارے مومن ہونے کی علامت کیا ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا کہ ہم مصیبتوں اور بلاؤں اور آزمائشوں پر صبر کرتے ہیں خوشحالی پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور قضاء وقدر پر راضی رہتے ہیں یہ باتیں سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبہ کے پروردگار کی قسم واقعی تم اہل ایمان ہو۔

ایمان کے درجات:

عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی صلی الله علیه و سلم قال یدخل اهل الجنة واهل النار النار ثم یقول الله تعالیٰ اخرجوا من کان فی قلبه مثقال حبّة من خردل من ایمان فیخرجون منها قد اسودو فیلقون فی نهر الحیوٰة فینبتون کما تنبت الحبة فی جانب السیل الم تر انها تخرج صفراء ملتویه؟

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے وہ آقاؐ کا ارشاد بتلاتے ہیں کہ حساب کتاب کے بعد جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں چل دیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ پھر ایسے لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے وہ جل کر کالے ہو گئے ہوں گے۔ پھر زندگی کی نہر میں ڈالے جائیں گے۔ وہ اس طرح نئے سرے سے اگ آئیں گے۔ جیسے دانہ ندی کے کنارے اُگ آتا ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے زرد زرد لپٹا ہوا نکلتا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمانداروں کا اعمال کے لحاظ سے ایک دوسرے پر افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگ وہ ہوں گے جو پہلے مرحلہ ہی میں جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخ میں ان کو بالکل نہیں ڈالا جائے گا۔ اور بعض ایسے لوگوں کا تذکرہ آتا ہے جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ پھر سزاء بھگت کر دوزخ سے نکالے جائیں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رائی کے دانے اور ذرّہ برابر ایماندار کو بھی اللہ پاک ایک نہ ایک دن دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمائیں

گے۔ بعض جگہوں پر ایمان کی اہمیت اور اس کے ساتھ اعمال کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے پوچھا گیا کہ افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان۔

سورۂ کہف میں ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا: ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحٰت انا لانضیع اجر من احسن عملاً اولٰئک لھم جنت عدن تجری من تحتھم الانھٰر یحلون فیھا من اساور من ذھب ویلبسون ثیاباً خضراً من سندس وّاستبرق متّکئین فیھا علی الارائک نعم الثواب وحسنت مرتفقاً۔

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم ایسوں کا اجر ضائع نہیں کریں گے۔ پس ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن باغوں اور مساکن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور سبز رنگ کے باریک اور موٹے ریشم کے کپڑے پہنیں گے اور وہاں مسہریوں پر تکیہ اور ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا صلہ ہے اور جنت کیا ہی اچھی جگہ ہے۔

حب خدا، حب رسولؐ ایمان میں داخل ہے۔ حیا ایمان کا جزء ہے۔ شب قدر میں عبادت بجالانا ایمان کا تقاضہ ہے۔ قیام رمضان ایمان میں داخل ہے۔ صحابہؓ سے محبت ایمان کی علامت ہے۔ نماز اور جہاد ایمان میں داخل ہے۔ یقین اور احتساب کے ساتھ روزہ رکھنا ایمان کا مقتضی ہے۔ امام بخاریؒ نے کتاب الایمان کے تحت اس طرح کے اور بہت سے اعمال کو کتاب الایمان میں تحریر فرمایا ہے۔ جہاں تک کہ ایمان کے شعبوں اور ۷۷ ستتّر شاخوں کا تعلق ہے وہ اس رسالہ میں اجمالی سرخیوں کے ساتھ تحریر کردئے جائیں گے ان میں کا ہر شعبہ مستقل موضوع اور مستقل رسالہ کا تقاضہ کرتا ہے

ایمان کے شعبے

عن ابی ھریرہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع وسبعون شعبۃ فافضلھا قول لاالٰہ الا اللہ وادناھا اماطۃ الاذی عن الطریق بہ روایت ابوہریرہؓ ارشاد رسولؐ منقول ہے کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں

ہیں، ان میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کا پڑھنا ہے۔ اور سب سے کم درجہ راستے سے تکلیف دینے والی چیز مثلاً اینٹ، لکڑی، کانٹے وغیرہ کا ہٹا دینا ہے۔

نوٹ: اس رسالہ میں ایمان ہی کی قدرے تفصیل مطلوب تھی اس لئے ایمان کے دیگر شعبوں کے صرف نام ذکر کر دیئے جاتے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے۔ ان شعبوں کی تفصیل پھر کسی موقع پر تحریر کی جائے گا۔

ابو حاتمؒ اور امام بیہقیؒ اور ان کے علاوہ متعدد علماء ایمانی شعبوں کی تفصیلات میں کتابیں لکھی ہیں اپنے بزرگوں نے تحقیق کرتے ہوئے ان کو مختصر اور جامع پیرایہ میں بیان فرمایا ہے چنانچہ حضرت شیخؒ نے اپنی کتاب فضائل اعمال میں بیان کیا ہے۔ اسی کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

ایمان کامل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اول تصدیق قلبی یعنی دل سے جملہ امور کا یقین کرنا۔ دوسرے زبان کا اقرار و عمل۔ تیسرے بدن کے اعمال۔ ایمان کی اجملہ شاخیں تین حصوں پر منقسم ہیں اول وہ جن کا تعلق نیت و اعتقاد اور عمل قلبی سے ہے۔ دوسرے وہ جن کا تعلق زبان سے ہے تیسرے وہ جن کا تعلق باقی حصہ بدن سے ہے۔ ایمان کی جملہ چیزیں ان تین میں داخل ہیں۔ پہلی قسم جو تمام عقائد کو شامل ہے اس کا خلاصہ ۳۰ چیزیں ہیں۔ ۱) اللہ پر ایمان لانا جس میں اس کی ذات اور اس کی صفات پر ایمان لانا داخل ہے اور اس کا یقین بھی کہ وہ پاک ذات ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ۲) اللہ کے سوا سب چیزیں بعد کی پیداوار ہیں۔ ہمیشہ سے وہی ایک ذات ہے۔ ۳) فرشتوں پر ایمان لانا۔ ۴) اللہ کی اتاری ہوئی کتابوں پر ایمان لانا۔ ۵) اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا۔ ۶) تقدیر پر ایمان لانا کہ بھلی ہو یا بری سب اللہ کی طرف سے ہے۔ ۷) قیامت کے حق ہونے پر ایمان لانا جس میں قبر کا سوال جواب، قبر کا عذاب، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حساب ہونا، اعمال کا تلنا اور پلصراط پر گذرنا سب داخل ہیں۔ ۸) جنت کا یقین ہونا اور یہ کہ مومن جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ ۹) جہنم کا یقین ہونا اور یہ کہ اس میں سخت سے سخت عذاب ہیں اور یہ کہ وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔ ۱۰) اللہ سے محبت رکھنا۔ ۱۱) اللہ کے واسطے دوسروں سے

محبت رکھنا اور اللہ ہی کے واسطے بغض رکھنا یعنی اللہ والوں سے محبت رکھنا اور اس کی نافرمانی کرنے والوں سے بغض رکھنا۔ اور اسی میں داخل ہے صحابہ کرامؓ بالخصوص مہاجرینؓ وانصارؓ کی محبت اور آلِ رسولؐ کی محبت۔ ۱۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا (جس میں آپؐ کی تعظیم بھی آ گئی اور حضورؐ پر درود شریف پڑھنا بھی اور آپؐ کی سنتوں کا اتباع کرنا بھی داخل ہے۔ ۱۳) اخلاص جس میں ریا نہ کرنا اور نفاق سے بچنا بھی داخل ہے۔ ۱۴) توبہ یعنی دل سے گناہوں پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عہد ۱۵) اللہ کا خوف۔ ۱۶) اللہ کی رحمت کا امیدوار رہنا۔ ۱۷) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ ۱۸) شکر گذاری۔ ۱۹) وفا۔ ۲۰) صبر۔ ۲۱) تواضع جس میں بڑوں کی تعظیم بھی داخل ہے۔ ۲۲) شفقت ورحمت جس میں بچوں پر شفقت کرنا بھی داخل ہے۔ ۲۳) مقدر پر راضی رہنا۔ ۲۴) توکل۔ ۲۵) خود بینی اور خودستائی کا چھوڑنا جس میں اصلاح نفس بھی داخل ہے۔ ۲۶) کینہ اور خلش نہ رکھنا جس میں ی داخل ہے ۔ ۲۷) حیا کرنا۔ ۲۸) غصہ نہ کرنا۔ ۲۹) فریب نہ دینا۔ ۳۰) دنیا کی محبت دل سے نکال دینا جس میں مال کی محبت اور جاہ کی محبت بھی داخل ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امور بالا میں دل کے تمام اعمال داخل ہیں اگر کوئی چیز بظاہر خارج معلوم ہو تو وہ غور سے ان نمبروں میں سے کسی نہ کسی نمبر میں داخل ہوگی۔ دوسری قسم زبان کا عمل تھا اس کے سات شعبے ہیں۔ ۱) کلمہ طیبہ کا پڑھنا۔ ۲) قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ ۳) علم سیکھنا۔ ۴) علم دوسروں کو سکھانا۔ ۵) دعا کرنا۔ ۶) اللہ کا ذکر کرنا جس میں استغفار بھی داخل ہے۔ ۷) لغو باتوں سے بچنا۔

تیسری قسم باقی بدن کے اعمال ہیں یہ کل چالیس ہیں جو تین حصوں پر منقسم ہیں

پہلا حصہ: اپنی ذاتوں سے تعلق رکھتا ہے یہ سولہ شاخیں ہیں۔ ۱) پاکی حاصل کرنا جس میں بدن کی پاکی، کپڑے کی پاکی، مکان کی پاکی سب ہی داخل ہے۔ بدن کی پاکی میں وضو، حیض ونفاس اور جنابت کا غسل بھی داخل ہے۔ ۲) نماز کی پابندی اس میں فرض، نفل، ادا، قضاء سب داخل ہے۔ ۳) صدقہ اس میں زکوۃ، صدقہ

فطر، بخشش، لوگوں کو کھانا کھلانا، مہمانوں کا اکرام۔ غلاموں کو آزاد کرنا سب داخل ہے ۔ ۴) روزہ فرض ہو یا نفل۔ ۵) حج کرنا فرض ہو یا نفل اور اسی میں عمرہ بھی داخل ہے۔ ۶) اعتکاف جس میں تلاش قدر بھی داخل ہے۔ ۷) دین کی حفاظت کیلئے گھر چھوڑنا جس میں ہجرت بھی داخل ہے۔ ۸) نذر کا پورا کرنا۔ ۹) قسموں کی نگہداشت کرنا۔ ۱۰) کفارہ کا ادا کرنا۔ ۱۱) ستر کا ڈھانکنا۔ ۱۲) قربانی۔ ۱۳) جنازہ کا اہتمام اور جملہ امور کا انتظام کرنا۔ ۱۴) قرض کا ادا کرنا۔ ۱۵) معاملات کا درست کرنا جس میں سود سے بچنا داخل ہے۔ ۱۶) سچی بات کی گواہی دینا۔ حق کو نہ چھپانا۔

دوسرا حصہ: کسی دوسرے کے ساتھ کے برتاؤ کا ہے اس کی چھ شاخیں ہیں ۔ ۱) نکاح کے ذریعہ سے حرام کاری سے بچنا۔ ۲) اہل وعیال کے حقوق کی رعایت کرنا اور ان کے حقوق کا ادا کرنا۔ اس میں نوکروں اور خادموں کے حقوق بھی داخل ہیں۔ ۳) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، نرمی برتنا، فرمانبرداری کرنا۔ ۴) اولاد کی اچھی تربیت کرنا۔ ۵) صلہ رحمی کرنا۔ ۶) بڑوں کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا۔

تیسرا حصہ: حقوق عامہ کا ہے جو اٹھارہ شعبوں پر منقسم ہے۔ ۱) عدل کے ساتھ حکومت کرنا۔ ۲) حقانی جماعت کا ساتھ دینا۔ ۳) حکام کی اطاعت کرنا۔ بشرطیکہ خلاف شرع حکم نہ ہو۔ ۴) آپس کے معاملات کی اصلاح کرنا جس میں مفسدوں کو سزا دینا اور باغیوں سے جہاد کرنا بھی داخل ہے۔ ۵) نیک کاموں میں دوسروں کی مدد کرنا۔ ۶) نیک کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا۔ جس میں تبلیغ ووعظ بھی داخل ہے۔ ۷) حدود کا قائم کرنا۔ ۸) جہاد کرنا جس میں مورچوں کی حفاظت بھی داخل ہے۔ ۹) امانت کا ادا کرنا۔ ۱۰) قرض کا دینا اور ادا کرنا۔ ۱۱) پڑوسیوں کا حق ادا کرنا۔ ۱۲) معاملہ اچھا کرنا۔ جس میں جائز طریقہ سے مال جمع کرنا بھی داخل ہے۔ ۱۳) مال کا اپنے محل پر خرچ کرنا۔ اسراف اور بخل سے بچنا بھی اس میں داخل ہے۔ ۱۴) سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا۔ ۱۵) چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا۔ ۱۶) دنیا کو اپنے نقصان سے اور اپنی تکلیف سے بچانا۔ ۱۷) لہو ولعب سے بچنا۔

۱۸) راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا اور دور کر دینا۔ یہ سب ستتر شاخیں ہوئیں۔ اسی طرح سے غور سے اور بھی اعداد کو کم کیا جا سکتا ہے اور اس لحاظ سے ستر والی روایت یا سرسٹھ والی روایت میں بھی یہ تفصیل آ سکتی ہے۔ اس تفصیل میں بندہ نے علامہ عینیؒ کے کلام کو جو بخاریؒ کی شرح میں ہے اصل قرار دیا ہے۔ انہوں نے نمبر وار اِن چیزوں کو جمع کیا ہے اور حافظ بن حجرؒ کی فتح الباری اور علامہ قاریؒ کی مرقات سے توضیح واضافہ کیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایمان کے سارے شعبے مجملاً یہ ہیں جو مذکور ہوئے آدمی کو چاہئے کہ ان میں غور و فکر کرے جو اوصاف اس میں ان میں سے پائے جاتے ہوں ان پر اللہ کا شکر ادا کرے کہ اس کی توفیق سے ہر بھلائی حاصل ہو سکتی ہے اور جن اوصاف میں کمی ہو ان کے حاصل کرنے کی سعی کرے اور اللہ سے ان کے حصول کی توفیق مانگتا رہے۔

کلمہ ایمان کا وزن:

ترمذی شریف کی کتاب الایمان میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو جن کو الگ کر دے گا اس پر ننانوے دفتر گناہوں کے کھول دے گا۔ ہر دفتر اتنی اتنی دور تک ہوگا جتنی دور تک نگاہ جاتی ہوگی پھر حق تعالیٰ فرمائیں گے کیا ان میں سے تجھے کسی گناہ سے انکار ہے یہ تیرے سامنے تیرے جملہ اعمال ہیں ان کو دیکھ لے، کیا میرے لکھنے والے محافظوں یعنی کراماً کاتبین نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے، وہ عرض کرے گا نہیں اے پروردگار جو کچھ لکھا ہے بالکل ٹھیک ہے، بالکل ٹھیک لکھا ہے۔ پھر ارشاد ہوگا اچھا تیرا کوئی عذر ہے؟ عرض کریگا نہیں اے پروردگار کوئی عذر بھی نہیں پھر فرمان الٰہی ہوگا میرے پاس تیری ایک نیکی ہے یہ بالکل یقینی بات ہے کہ آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ اتنے میں کپڑے میں لپٹا ہوا ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا اپنی میزان کے پاس حاضر ہو وہ عرض کرے گا الٰہی بھلا ان دفتروں کے مقابلے میں اس پرچہ کی کیا حقیقت ہے اللہ

تعالیٰ فرمائے گا ہاں آج تجھ پر کوئی ظلم نہ کیا جائیگا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اس کے تمام دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ اور وہ پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا رکھتے ہی دفتروں والا پلڑا اونچا ہوجائے گا اور پرچہ والا پلڑلہ بھاری ہوجائے گا اور اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھی بھاری نہیں ہوتی۔

ایمان کی قدر و قیمت:

ایمانی کلمہ یعنی کلمۂ طیبہ کے حقائق و معارف کو حضور اکرمؐ نے مختلف مواقع پر صحابہؓ کے دلوں میں بٹھایا تھا، فرمایا: **من قال لا اله الا الله دخل الجنة** یعنی جس نے اس کلمہ کا اقرار کرلیا جنت میں داخل ہوگیا ایک اور ارشاد ہوا **من قال لا اله الا الله خالصاً مخلصاً دخل الجنة** ۔یعنی جو خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ پرخلوص دل ہی اصل جوہر ایمان ہے۔ اس پر ایمان اور اعمال کا دارومدار ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو حسب موقع مختلف حقیقتیں بیان فرمائیں اور اس کے اسرار و معارف کو صحابہؓ کے دلوں میں بٹھانے کی سعی فرمائی ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔ **ثمن الجنة لا اله الا الله** یعنی کلمہ طیبہ جنت کی قیمت ہے اس ارشاد مبارک میں حضورؐ کلمہ طیبہ کی قیمت بتا رہے ہیں۔ جیسے ہر چیز کی قیمت ہوتی ہے اس طرح جنت کی قیمت ہے۔ یہ ارشاد کتنا قیمتی ہے اس کو جانئے اور پہچانئے۔

آدمی چیزوں کی قیمت سے واقف ہے اور اس سے وہی سلوک کرتا ہے۔ کاڑی کی ڈبی اور سگریٹ کی قیمت سے واقف ہے، کپڑوں کی قیمت سے واقف ہے، گھڑیوں کی قیمت سے واقف ہے، مکان کی قیمت سے واقف ہے، دوکان کی قیمت سے واقف ہے، باغ کی قیمت سے واقف ہے، موٹر کی قیمت سے واقف ہے، ہوائی جہاز کی قیمت سے واقف ہے، مواضعات' تعلقات اور اضلاع کی قیمتوں سے واقف ہے، ریاست کی قیمت سے واقف ہے، لیکن لا الہ الا اللہ کی قیمت سے واقف نہیں۔ آدمی جن چیزوں کی قیمت سے واقف ہے ان کی حفاظت بھی کرتا ہے اور جن چیزوں کی قیمت سے واقف نہیں ان چیزوں کی حفاظت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ہاں خوب

اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ کسی کے پاس ریاست کی قیمت ہے، کسی کے پاس ہندوستان کی قیمت ہے، کسی کے پاس امریکہ کی قیمت ہے، کسی کے پاس روس کی قیمت ہے، کسی کے پاس سعودی عرب کی طرح اتنی قیمت و دولت رکھتا ہے کہ وہ پوری دنیا کو خرید سکے۔

اب حضورؐ کی بات یاد فرمایئے ثمن الجنة لا اله الاالله یعنی ایک ذرۂ ایمان سے انسان ایسے سات عالم خرید سکتا ہے۔ رتیّ برابر ایمان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جو جنت عطا فرمائیں گے وہ ایسے سات عالم کے برابر ہوگی۔ عالم میں زمین' آسمان' سیارے' شمس وقمر' شجر و حجر سب داخل ہیں۔

دوسری روایت کے اعتبار سے ایسے دس عالم ہوں گے جب ایمان اتنی قیمتی چیز ہے کہ رتیّ برابر ایمان پر اتنی جنت ملتی ہے تو اس ایمان کی حفاظت کی بھی ایسی ہی فکر ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ذرّہ برابر ایمان گیا تو ایسے دس عالم گئے اور دس عالم کا نقصان ہوگیا یا کم از کم سات عالم کا نقصان ہوگیا اپنی سات یا دس زمینوں اور آسمانوں پر قیامت آ گئی۔

آہ......کاڑی کی ڈبی کا نقصان نا قابل برداشت۔ سگریٹ کی ڈبی کا نقصان نا قابل برداشت' ایک ریال کا نقصان نا قابل برداشت۔ ہاتھ سے ایک روپیہ گر جائے تو جب تک اس کو اٹھا نہیں لیتا آگے نہیں بڑھتا۔ تو پھر ایمان کا نقصان کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اور اندازہ لگایئے کہ رتیّ برابر ایمان کا یہ بدل ہو تو چنے کے دانے برابر ایمان کا کیا بدل ہوگا۔ کھجور کے برابر ایمان کا کیا بدل ہوگا۔ ایک قطرۂ ایمان کا بدل دس عالم کی جنت ہے تو سو قطروں کا بدل کیا ہوگا اور جن کے دل ایمان سے لبریز تھے ان کے بدل کا کیا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے ایمان کی فکر ہونی چاہیے بلکہ ہر انسان کے ایمان کی فکر ہونی چاہئے کاش ہم سب حقیقت کلمہ طیبہ کو سمجھنے والے ہو جائیں۔ ایک مومن یہ یقین رکھتا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے مخلوقات میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کو انسان اپنا خدا بنائے۔ یا اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے بلکہ اس کا یقین یہ ہوتا ہے کہ اللہ ہی مالک حقیقی ہے اور وہی ساری قدرتوں اور طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ اس کے سوا کوئی بھی نفع' نقصان پہونچانے والا نہیں۔ موت وحیات' عزت وذلت' مرض' وصحت' رزق واولاد' منع وعطا سب کچھ اللہ ہی کے فیصلہ قدرت

میں ہے۔

یہ خدا کی ذات صفات کا یقین ہی ایمانی شعبوں میں سب سے اہم اور پہلا شعبہ ہے۔ انسان اور انسانیت کا عروج اسی تعلق باللہ اور یقین قلبی اور ایمانیات پر ہے جس کے بغیر کسی انسان کو راہ ہدایت نہیں ملتی اور وہ منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتا۔ آپ بتلائیے کیا صرف عالم المال صاحب المال ہوسکتا ہے؟ کیا یہ دونوں چیزیں الگ الگ نہیں ہیں؟ مگر اس دور میں جہاں انسان بے شمار چیزوں میں غلط فہمی کا شکار ہے وہیں علم وعمل اور تعقل و اتصاف کے سلسلہ میں بھی ایک مہلک غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ اور زبان قال سے نہیں تو زبان حال سے ضرور یہ ظاہر کررہا ہے کہ صاحب علم ہی صاحب عمل ہے۔ دین دانی ہی دین داری ہے کسی بات کا سمجھ میں آجانا ہی کافی ہے حالاً اتصاف ضروری نہیں۔ اس کے سمجھنے کیلئے ایک واضح تمثیل پیش خدمت ہے۔

اگر کسی شخص کو یہ معلوم ہے کہ ساری دنیا میں تمام چھوٹی بڑی چیزیں معمولی پلاسٹک سے لیکر ہوائی جہازوں تک اینٹ پتھر سے لیکر ہیرے جواہرات تک کسی بھی چیز کو خریدنے کیلئے کیا چیز درکار ہے۔ ہر شخص یہی کہے گا کہ روپیہ پیسہ مال ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ تمام فروخت ہونے والی اشیاء کو خریدا جاسکتا ہے۔ تو جب اس کو علم ہوچکا اور تحقیق بھی تو کیا یہ سمجھ کر کہ مجھے مطلوب مل گیا۔ بے فکر ہوکر کسب کے بغیر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ گیا تو بتلائیے کیا اس کا صرف یہ علم کہ پیسے سے چیز ملتی ہے؟ کافی ہے؟ کیا واقعی اسے مطلوب مل گیا۔ کیا وہ صرف علم مال سے دنیا کی چیزیں خرید سکتا ہے ؟ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ عالم المال صاحب المال نہیں۔ علم مال الگ چیز ہے اور حصول مال الگ علم مال سے چیزیں نہیں خریدی جاسکتیں ہاں مال ہو تو چیزیں خریدی جاسکتی ہے۔

ٹھیک ایسے ہی دینی امور میں فہم وفراست کے درست کرلینے کی سخت ضرورت ہے۔ حق تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اور نجات و درجات کے حصول کیلئے ایمان و

اعمال صالحہ مطلوب ہیں نہ کہ ایمان واعمال کا صرف علم۔

یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کلمہ طیبہ پر گھنٹوں تقریریں کریں لیکن بے ایمان ہواور یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص صبر وتوکل پر ضخیم کتابیں لکھے لیکن خود بے صبر اور غیر متوکل ہو اسلئے کہ عالم صبر وتوکل ہونا اور شئی ہے اور صاحب صبر وتوکل ہونا اور چیز ہے۔

پس یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ایمان ہو یا اور دیگر اوصاف محض جان لینے سے عنداللہ مقبول نہیں ہوسکتے۔ اللہ نے اپنے بندوں سے جو دعوے کئے ہیں وہ ایمان اور اس تقاضوں متصف ہونے پر کیئے ہیں نہ کہ صرف جان لینے پر۔ خدا کرے اس مرحلہ پر بہت خصوصی توجہ دیں۔

حال ایمان کا ایک نمونہ

ایک موسوی عورت دختر فرعون کی مشاطہ تھی اس کے ہاتھ سے ایک دن کنگھی گر پڑی اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ الٰہی تیرے نہ ماننے والے غارت ہوں۔ شہزادی کو شبہ ہوا پوچھا کیا فرعون کے سوا تیرا کوئی اور بھی خدا ہے۔ اس نے جواب دیا ہاں میرا وہ خدا ہے جو فرعون کا بھی خدا ہے۔ بلکہ فرعون کیا چیز ہے وہ سارے زمینوں اور آسمانوں کا خدا ہے۔ یہ سنکر شہزادی غصہ میں بھری ہوئی فرعون کے پاس آئی اور سارا ماجرا بیان کیا۔ فرعون نے مشاطہ کو بلایا وہ خوش خوش آئی اور کیوں نہ آتی کہ اس کے ایمان کا امتحان ہے۔ اور عشق کا امتحان ہے محبوب کی طرف سے ازمائش کا دن ہے۔ اس کے بعد تو وصل ہی وصل ہے۔ جان جائے بلا سے مگر محبوب مل جائے۔ فرعون نے پوچھا کیوں ری تو کسی اور خدا کی عبادت کرتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس خدا کو چھوڑ اور مجھے خدا مان اس نے کہا یہ قیامت تک نہیں ہوسکتا۔ حکم دیا اس کو چومیخا کرو اس کے بعد بہت سے بچھو لاکر اس کے بدن پر چھوڑ دیئے گئے فرعون نے کہا دو مہینے تک اسی عذاب میں رکھوں گا اس نے کہا برسوں اس میں رکھ لیکن خدا کی محبت دن بہ دن بڑھتی ہی رہے گی۔ اگر عمر بھر عذاب کرے گا تو یہ بھی یہ بندی اپنے مولیٰ کو نہیں چھوڑے گی۔

اس نیک بخت عورت کی دولڑکیاں تھیں ایک چار سال کی اور دوسری چھ ماہ کی۔ فرعون نے حکم دیا کہ بڑی لڑکی کو اس کے سینے پر لٹا کر ذبح کردو یہ حکم پورا کیا گیا۔ پھر کہا اب بھی سمجھ لے ورنہ دوسری کو بھی ذبح کردوں گا۔ اس نے کہا سارے جہان کو ذبح کردے مگر میں اپنے محبوب حقیقی خدا کو کبھی نہ چھوڑوں گی حکم دیا کہ چھوٹی لڑکی کو بھی اس کے سینہ پر ذبح کردیا جائے۔ ماں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اس چھ ماہ کی لڑکی نے بحکم خدا پکار کر کہا ہائے اماں روتی کیوں ہو ذرا اوپر دیکھو جنت تمہارے لئے تیار ہورہی ہے اماں جنت میں جاؤ دیدار الٰہی دیکھو۔ ماں اور مضبوط ہوگئی ظالموں نے بچی کو بھی ذبح کیا اور اس عورت کو بھی۔

حدیث میں ہے کہ جب معراج میں حضورؐ تشریف لے جارہے تھے تو آپ کو مصر کے قریب جنت کی خوشبو آئی۔ حضرت جبرئیل سے پوچھا کیا یہ جنت کی خوشبو ہے، عرض کیا حضورؐ جنت یہاں کہاں یہ دختر فرعون کے مشاطہ کی قبر ہے۔ واہ سبحان اللہ! ایمان ومحبت الٰہی کی کیسی خوشبو ہے کہ جس خاک میں مل جائے اسے نمونہ جنت بنادے۔

محنت اور حقیقت مطلوب

ایک شخص جس کا باپ ڈاکٹر ہے کیا وہ بھی ڈاکٹر کہلائیگا؟ نہیں بلکہ ڈاکٹری مکمل کر کے سند حاصل کرنی پڑے گی۔ اگر کسی کا باپ، درزی ہو تو اس کا بیٹا بھی درزی ہونا ضروری نہیں۔ ظاہر ہے بغیر درزی کا کام سیکھے وہ درزی نہیں بن سکتا ہر کام کیلئے محنت کرنی پڑتی ہے تب جاکر وہ کام والا بنتا ہے اسی طرح ایمان کے بھی الفاظ اور ہیں اور حقیقت اور ہے اور جب تک ایمان پر محنت نہیں کی جائے گی آدمی صحیح معنوں میں ایمان والا نہیں بنے گا۔

اسی لئے صرف نام ہی نہیں بلکہ حقیقت مطلوب ہے جیسے ایک بوتل کے اندر پانی بھر کر گلاب کا لیبل لگائیں اور خریدار کو یہ کہہ کر دیں کہ یہ عرق گلاب ہے تو وہ اس کو پھینک دے گا کیونکہ وہ حقیقت میں پانی کی چند بوندیں ہیں واقعی عرق گلاب نہیں۔ عام طور پر آج ہم لوگوں کا کیا حال ہے نام اچھے اچھے مگر کام غیروں جیسے؟ جب قیامت

میں ہم لوگ اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے تو معلوم نہیں کس کا کیا حشر ہوگا۔اسی لئے بہتر یہ ہے کہ اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ ہر چیز کی ایک شکل ہوا کرتی ہے اور ایک حقیقت جیسے شیر صورت، رنگ، اعضاء کی بناوٹ اور دوسری حقیقت دھاڑنا ،حملہ کرنا، چیر پھاڑ کر کھانا وغیرہ ہے جب شیر زندہ اور حقیقت کے ساتھ ہو تو کوئی اس کے پاس بھی نہ جائیں اور اگر اس کی کھال میں گھاس بھرا ہوا ہے تو بچہ اس کے ساتھ کھیلنے لگتا ہے اسی طرح آج کا مسلمان بے حقیقت ہونے کی وجہ سے دوسری اقوام اس سے کھیل رہی ہیں اس لئے حقیقت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

دعوتِ ایمان

دعوت کے باب میں چار باتیں:

۱)وجودِ دعوت۔ ۲)وقفۂ تربیت۔ ۳)اظہار نصرت۔ ۴)فیصلۂ قدرت۔مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلے داعی بنائے گئے۔انہوں نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔

۲) **وقفۂ تربیت** ہے۔تربیت اس بات کی کہ شکلوں کا تاثّر دل سے نکالا جائے۔جیسے سانپ اور لاٹھی۔عصائے موسیٰ اسباب و وسائل میں سے تھا ہم اسباب کو لیں یا نہ لیں اس بارے میں حکم الٰہی ملحوظ رہے گا۔حالات موافق ہوں یا مخالف صرف امر رب کو دیکھا جائے گا، اسباب کو لینے کا حکم ہوا تو لیں گے، چھوڑنے کا حکم ہوا تو چھوڑ دیں گے۔جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا کو چھوڑا حکم کے تحت پھر سانپ کو پکڑا حکم کے تحت۔ایسا کیوں؟ اس لئے کہ اسباب اسباب ہیں ارباب نہیں۔جو حالات کو دیکھ کر چلے گا وہ متاثر ہوگا جو حکم کو دیکھے گا وہ شکلوں سے متاثر نہ ہوگا۔اگر امر الٰہی پر چیزوں کی قربانی دی جائے گی تو غیر اختیاری مصائب و بلاؤں سے انشاء اللہ حفاظت ہوگی۔وقفۂ تربیت میں بیوی، بچے، گھر والے اپنے پرائے بہت سے احباب کبھی مخالف ہوں گے۔جیسا حضورؐ کیلئے بھی ہوا۔مکہ مکرمہ میں تیرہ سال تک دعوت دیتے رہے اور تربیت ہوتی رہی کبھی حالات موافق ہوں گے جیسے مکہ والوں نے خوبصورت لڑکیوں، مال و دولت، رتبہ اور عہدہ کا پیش کش کیا تھا۔تربیتی وقفہ میں مختلف

لائین کی گھاٹیاں آئیں گی آزمائشیں ہوں گی۔ صبر واستقامت سے کام کرنا ہوگا۔

۳) اظہار نصرت: پھر اللہ کی مدد آئے گی۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم پر لاٹھی ماری تو جس لاٹھی سے بکریاں پلتی نظر آرہی تھیں حکم پورا کرنے کے بعد اسی لاٹھی سے خاندان پلتے نظر آئیں گے سمندر میں بارہ خاندانوں کیلئے راستے بنے۔ حکم پر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی ماری پتھر پر تو پتھر سے بارہ چشمے جاری ہوئے بارہ خاندان چلے اور پلے۔

یہ فرق ونصرت اس لئے واضح ہے کہ ایک ہے اسباب کو ضرورتاً پکڑنا اور ایک ہے اسباب کو حکماً پکڑنا۔ حکماً پکڑنے سے تائید الٰہی نصرتِ الٰہی اور قوّت حق وابستہ ہوجاتی ہے۔ وقفۂ تربیت کے بعد تیسرا درجہ نصرت کے اظہار کا ہے یعنی اللہ کی مدد آئے گی۔ جس کی وضاحت اوپر ہو چکی ہے۔

۴) فیصلۂ قدرت: اس کے معنی یہ ہیں کہ جو دعوت کے کام میں رکاوٹ بنیں گے چاہے وہ فرعون، ہامان، نمرود، ابوجہل، ابولہب اور قیصر وکسریٰ جیسے طاقتور ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کے بیڑے غرق کردیں گے دین حق کا غلبہ ہوگا اور باطل مغلوب ہوجائے گا۔

خوب اچھی طرح یقین ہو جائے کہ دنیا کی ساری طاقتیں مکڑی کا جالا ہیں۔ مکڑی کے جالے میں جب کوئی کیڑا پھنستا ہے تو وہ سمجھتی ہے کہ میں طاقتور ہوں۔ کوئی تنکا ہلکا سا گرا جالا نہیں ٹوٹا۔ کوئی ہلکا سا چھلکا گرا، نہیں ٹوٹا، تو مکڑی نے سمجھ لیا کہ میں طاقتور ہوں۔ ہرگز نہیں! جب انسان نے چاہا کہ جالا صاف کردے تو جھاڑو اٹھا کر یوں پھیرا کہ جالا ختم۔ بس خدائے پاک کی قسم حکومتوں کے ایٹم بم، ہائڈروجن بم، پٹرول بم، ہر قسم کے مزائلز دیوہیکل توپیں۔ مشین گنس اور زہریلی گیس وغیرہ دنیا کی جتنی بڑی طاقتیں ہیں وہ سب مکڑی کے جالے کی طرح ہیں! اللہ کے غضب اور عذاب کا ایک جھاڑو پھرا، فرعونی، قارونی ہامانی نمرودی اور قیصر وکسریٰ کے سارے جالے ختم ہوگئے۔ اور جو بھی اس قسم کے جالے ہوں گے ختم ہوں گے۔ لیکن یہ کب ہوگا؟

پہلے وجودِ دعوت پھر وقفۂ تربیت پھر اظہار نصرت اور پھر فیصلۂ قدرت، چنانچہ یہود خیبر میں ٹوٹے، نصاریٰ تبوک میں ٹوٹے۔ مشرکین خندق میں ٹوٹے سارے، جالے ختم ہوئے اور دین حق پھیلنے لگا۔ اسی طریقے سے آج بھی کفر وشرک کے جالے، یہودیت ونصرانیت کے جالے اور دھریت کے جالے سب ٹوٹ کر ختم ہو جائیں گے مگر کسر ہماری ہے۔

وعدۂ غلبہ ہے مومن کیلئے قرآن میں   پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں

ایمان کو سمجھنے سادہ پیرایہ

باعتبار فکر وعمل دراصل وہ یقین ہے جو غیر اللہ سے ہٹا کر اللہ پر جمایا جائے۔ اور یوں سمجھایا جائے کہ حقیقت میں کرنے والے اللہ ہیں۔ اس ضمن میں انسانوں کو عمومی دھوکہ سے نکال کر صحیح رخ پر ڈالنے کا وہ سادہ طریقہ یہ ہے کہ کسی بات یا کام کی حقیقت کو سمجھایا جائے اور اللہ کی قدرت پر یقین رکھا جائے۔ اس طور پر کہ دنیا کی چیزوں میں اصلاً نہ نفع ہے نہ نقصان!

جس طرح پانی میں چاند دکھائی تو دیتا ہے مگر ہوتا نہیں یا جس طرح آئینہ میں سورج دکھائی تو دیتا ہے مگر ہوتا نہیں ان کا محل ووقوع الگ ہے اور جو کچھ نظر آتا ہے وہ ظل وعکس ہے اسی طرح مال ودولت میں، سونے چاندی میں، کوٹھیوں میں اور بنگلوں میں، عہدوں اور کرسیوں میں، تجارتوں اور زراعتوں میں اور کاروبار ومعاملات میں اور دیگر دنیا بھر کی چیزوں میں نفع وضرر دکھائی تو دیتا ہے مگر ہوتا نہیں ہے۔ دنیا کی چیزوں میں عزت وذلت دکھائی تو دیتی ہے مگر ہوتی نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں کی مثال خالی برتن کی سی ہے۔ جو چیز اس میں ڈالی جائے گی وہی رہے گی، دودھ ڈالا تو دودھ رہے گا، شراب ڈالو تو شراب رہے گی، پاکیزہ چیز رکھو تو پاکیزہ چیز رہے گی، اور ناپاک چیز ڈالو تو ناپاک چیز ہی اس سے نکلے گی، مال ودولت، کرسی وعہدہ، دوکان ومکان، تجارت اور کھیتیاں کاروبار اور ملازمتیں سب کی سب خدائے واحد کے اختیار میں ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان میں کامیابی ڈالیں تو کامیابی ملتی ہے ناکامی ڈالیں تو ناکامی

ملتی ہے۔ عزت ڈالیں تو عزت ملتی ہے۔ ذلت ڈالیں تو ذلت ملتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز میں نفع ڈالیں تو نفع ہوتا ہے۔ نقصان ڈالدیں تو نقصان ہوتا ہے۔ وہ چاہیں تو عزت کے نقشوں میں ذلت اور ذلت کے نقشوں میں عزت ظاہر فرمادیں۔ اصل میں کرنے والی ذات اللہ کی ہے۔ قرآن مجید میں یہ بات صراحت سے بے شمار مقامات میں مذکور اور تشریحات میں موجود ہے۔

قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر – انک علی کل شئ قدیر – تولج اللیل فی النھار وتولج النھار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج میت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب –

ترجمہ: اے محمدؐ! آپ اللہ تعالیٰ سے یوں کہئے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جس کو چاہیں دیدیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک لے لیتے ہیں اور جس کو چاہیں غالب کردیتے ہیں اور جس کو چاہیں پست کردیتے ہیں۔ آپ ہی کے اختیار میں سب بھلائی ہے۔ بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں، آپ رات کے اجزاء کو دن میں داخل کردیتے ہیں اور بعض فصلوں میں دن کے اجزاء کو رات میں داخل کردیتے ہیں۔ اور آپ جاندار چیز سے بے جان کو نکال لیتے ہیں اور بے جان چیز سے جاندار کو نکال لیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اسے بے شمار رزق عطا فرمادیتے ہیں۔

ایمانی زندگی اور اس کا فیضان

یمان و یقین پیدا کرنے کا سادہ اور آسان طریقہ یہ ہے کہ ایمان کا علم حاصل کریں، اس کے تقاضے پر عمل کریں، دعوت ایمان و عمل دیں لوگ کہتے ہیں کہ خبریں یقین نہیں پیدا کرتیں، مشاہدہ اور آنکھوں سے دیکھنا زیادہ قوی ہے، وہ یقین پیدا کرتا ہے، نہیں ایسا نہیں آنکھوں کا دیکھنا جیسا یقین ہے کانوں سے سنا ہوا بھی اسی طرح کا یقین پیدا کرتا ہے۔

آپ میں سے بہت سے لوگوں نے آسٹریلیا، افریقہ، اور بہت سے ممالک ہیں جن کو آپ نے نہیں دیکھا لیکن کانوں سے سنتے سنتے یقین آ گیا اور ایسا یقین جس میں شک نہیں، اسی طرح اللہ کو کسی نے نہیں دیکھا، فرشتے نظر نہیں آتے، قیامت، آخرت، جنت وجہنم کو ہم میں سے کسی نے نہیں دیکھا مگر سنتے سنتے یقین آ گیا یہی ایمان بالغیب ہدایت کا راستہ اور کامیابی کا ضامن ہے۔

انسان اس دنیا میں مختلف انداز سے زندگی گذار رہا ہے۔ بعض وہ ہیں جو حیوانی زندگی گذار رہے ہیں بعض وہ ہیں جو نفسانی زندگی گذار رہے ہیں۔ بس صرف چند ہی لوگ ہوں گے جو ایمانی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جی کی خواہش پر چلنا نفسانی زندگی ہے۔ درندگی کی زندگی حیوانی زندگی ہے۔ شیطان کے راستے پر چلنا شیطانی زندگی ہے۔ شرافت سے رہنا انسانی زندگی ہے اور کمالات انسانی کے ساتھ رہنا یہ ایمانی زندگی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں والی زندگی ایمانی زندگی ہے۔ ایمانی زندگی کا نتیجہ جنت ہے جس کے اثرات دنیا میں بھی پڑتے ہیں۔ جس طرح جنت میں نہ سانپ نہ بچھو، نہ خوف نہ غم، نہ نقصان نہ ظلم۔ اسی طرح ایمانی زندگی دنیا کو جنت نشان بنا دیتی ہے جس میں نہ حاکم محکوم کو ستاتا ہے۔ نہ مالدار غریب کو پریشان کرتا ہے ہر ایک شخص اپنے اپنے حقوق ادا کرنے میں لگ جاتا ہے یہاں تک کہ دنیا امن کا گہوارہ اور شانتی کا شہپارہ بن جائے گی، جس میں امانتوں سے لدی ہوئی ایک عورت کسی قسم کے غم اور اندیشے کے بغیر صنعاء یمن سے چل کر اپنی منزل پر اطمینان سے پہنچ سکتی ہے۔

معاملہ یقین اور نتائج

اللہ کا معاملہ انسانوں کے ساتھ ان کے یقین کے اعتبار سے ہے۔ حتی کہ دنیا میں غلط یقین والے ہوں گے تو تھوڑے وقت کیلئے اللہ تعالیٰ ان کے یقین کے اعتبار سے معاملہ فرمائیں گے۔ فرعون کو ملک سے زندگی بننے کا یقین، قارون کو مال سے زندگی بننے کا یقین تھا اور کچھ عرصہ کیلئے زندگی مال سے بنتی نظر آئی اور آج بھی بہت

سے لوگوں کی زندگی بنتی نظر آتی ہے۔ مگر غلط یقین کے مقابلے پر صحیح یقین آ گیا تو غلط یقین والوں کے تجربے اور مشاہدات کے خلاف اللہ تعالیٰ کر کے بتا دے گا، سیکڑوں برسوں کے تجربات کے خلاف اللہ تعالیٰ کر کے دکھائے گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مقابلے میں نہ ہتھیار جمع کئے نہ ملکوں سے ساز باز کی۔ نہتے تھے کمزور تھے، لڑکیاں فرعون کے قبضے میں تھیں، رسوائیاں تھیں لیکن جب صحیح یقین آ گیا تو نتیجہ کیا نکلا۔ سمندر میں راستے بن گئے اور غلط یقین والے دریا میں غرق کر دئے گئے۔ نمرود کی غلط یقین کے ساتھ چلتی تھی، اس کے برخلاف حضرت ابراہیم علیہ السلام صحیح یقین لے کر آئے، نمرود کا مسئلہ ٹھپ ہو گیا۔ قیصر وکسریٰ کی سیکڑوں سال سے چلتی تھی لیکن حضورؐ اور صحابہؓ صحیح یقین لے کر کھڑے ہو گئے تو قیصر وکسریٰ ان کے سامنے ڈھیر ہو گئے۔ صحیح یقین کا مقابلہ دنیا اور اس کی طاقتیں نہیں کرسکتیں کیونکہ نتیجہ کے اعتبار سے اُن کے ساتھ اللہ کی غیبی تائید ونصرت ہوتی ہے۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

....

آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

....

مرا چراغ تو نمرود بھی بجھا نہ سکا
میری اٹھان کو فرعون بھی دبا نہ سکا
مرے نقوش ابوجہل بھی مٹا نہ سکا
سرورِ عشق کبھی تلخیوں سے جا نہ سکا
مٹا کے ظلمتِ اوہام روشنی کی طرح
رہے ہیں سارے زمانے میں زندگی کی طرح